دوسرے گھر کی کہانی

وہم پرست — فیاض الرحمان قادری

ایک بڑے میاں کا قصہ، جن کے

ایک چھوٹے میاں بھی رہتے تھے۔ خوش اطوار، سعادت آثار

مغرب سے کشیدہ ایک شگفتہ [illegible] تحریر

اِس دفعہ موسمِ سرما بے حد خوب صورت گزرا۔ میرے مویشی ٹھیک ٹھاک رہے اور فصل بھی اچھی ہوئی چنانچہ بینک بیلنس میں خاطر خواہ اضافہ ہوگیا۔ اِس مادی آسودگی کے علاوہ یہ موسم ایک اور اعتبار سے بھی میرے لیے یادگار ثابت ہوا۔ میری بیوی اپنے والدین سے ملنے انگلستان گئی ہوئی تھی۔ ہمارا چھوٹا بچہ اس کے ساتھ گیا تھا مگر دس سالہ بیٹا مائک میرے ساتھ تھا۔ مائک کی رفاقت میرے لیے نہایت خوش گوار تھی۔

میں گھر میں ٹکنے والا آدمی نہیں ہوں۔ ہمیشہ گھر سے باہر کوئی نہ کوئی مشغلہ اپنائے رکھتا ہوں۔ مجھے شکار کھیلنے اور مچھلیاں پکڑنے سے عشق ہے۔ یہ دونوں مشغلے مائک کو بھی بہت پسند

ہیں۔ گویا مائیک صحیح معنوں میں میرے نقشِ قدم پر چل رہا ہے۔ میں
نے اُسے مچھلی پکڑنا سکھایا، مرغ کو قابو میں کرکے اُس پر سواری کرنے
کا گُر بتایا اور یہ بتایا کہ جانور کے قدموں کے نشانات کس طرح
پہچانے جاتے ہیں۔ نیز جنگل میں کیمپ کس طرح لگایا جاتا ہے
اور پھر اکھاڑا کس طرح جاتا ہے۔

میں اور مائیک خرگوش کا شکار کرنے اکثر ساتھ جاتے تھے۔
مائیک کتّے کی طرح بھونکتا ہوا آگے آگے دوڑتا تاکہ خرگوش
بدحواس ہوکر جھاڑیوں میں چھپ جائے پھر وہ خرگوش کو شکار کرنے
کے لیے ایک ماہر نشانے باز کی طرح آگے بڑھتا۔ وہ ایک زندہ
دل لڑکا تھا اور اُسے قدرتی مناظر سے بہت دل چسپی تھی۔ ان باتوں
سے اندازہ ہوتا تھا کہ آگے چل کر وہ میرا ایک بہترین اور دلیر ساتھی
ثابت ہوگا۔ ویسے اب بھی ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و
ملزوم تھے۔ مائیک مجھے ایک بہت بہادر اور عظیم آدمی سمجھتا تھا۔
میری زندگی اُس کے لیے ایک مثال تھی یعنی میں اُس کا آئیڈیل تھا۔
یہ بات میرے لیے خوشی کا باعث تو تھی لیکن اُس کا اعتماد بحال
رکھنے کے لیے مجھے کڑی آزمائش سے گزرنا پڑ رہا تھا۔ بعض اوقات
ایسے مواقع بھی آئے کہ میں اُس کے اعلا معیار پر پورا اُترنے سے
قاصر رہا لیکن خوش قسمتی سے مائیک کے سامنے ایسا کبھی نہیں
ہوا۔ اب اُس موسمِ سرما کا وہ یادگار واقعہ سُنیے جو میں کبھی فراموش
نہیں کر سکتا۔

سنیچر کو ہم نے شکار کے لیے جنگل جانے کا فیصلہ کیا۔ وہاں جانا
سخت مشکل تھا۔ اسٹیشن ویگن سڑک سے آگے نہیں جا سکتی تھی۔
سامان پیٹھ پر لاد کے کافی دُور تک چلنا پڑتا تھا۔ اس کے بعد
کشتی میں بیٹھ کر ندی عبور کرنی پڑتی تھی۔ ندی عبور کرنے کے بعد
ہمیں جنگل میں خاصی دور اندر جاکے کیمپ لگانا تھا۔

مائیک کو میں نے بالائی منزل سے رائفلیں اور آلات لانے
کے لیے بھیج دیا۔ میں باورچی خانے میں تھا۔ اچانک ایک سیاہ
سایہ دیوار پر نمودار ہُوا۔ میں نے گھوم کر دیکھا، باورچی خانے کے
دروازے پر ایک لمبا تڑنگا خوف ناک شخص کھڑا تھا۔ میں نے
ایسی ہیبت ناک شکل و صورت زندگی میں پہلی دفعہ دیکھی تھی۔ قریب
ہی دریا کے منصوبے پر کام کرنے والے سینکڑوں مزدوروں کا کیمپ
لگا ہوا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ یہ شخص بھی انڈے اور دودھ لینے

کے لیے وہیں سے آیا ہوگا۔ میں نے اپنا خوف دباتے ہوئے اُس سے
کہا: "ہیلو۔ آج کا دن بہت خوش گوار ہے۔ کیا تم کہیں دُور سے
آئے ہو؟"

وہ چپ چاپ رہا۔ اُس نے دونوں ہاتھوں سے دروازے
کا اُوپری حصّہ پکڑ رکھا تھا۔ دروازے کی لمبائی اُس کے قد سے کم
تھی اس لیے وہ اپنا سر تھوڑا سا آگے جھکائے ہوئے تھا۔ اُس کے
سر پر بال بہت کم تھے اور وہ بھی اُس کے انڈے جیسے سر پر چپکے
ہوئے تھے۔ اُس کی پیشانی پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں اور چپٹی
ناک بیچ میں چپکی ہوئی تھی، ہونٹ موٹے اور بھدّے تھے اور بڑی
بڑی گول چمک دار آنکھوں میں قاتلانہ چمک تھی۔ میں نے ہمت
کرکے اُس سے پوچھا: "کیا میں آپ کی کچھ مدد کر سکتا ہوں؟"

اُس نے اپنا دایاں ہاتھ ایک جھٹکے کے ساتھ اُوپر سے نیچے
کرکے کمر پر رکھا اور اپنے پہاڑ جیسے جسم کا وزن ایک پیر سے دوسرے
پیر پر منتقل کیا۔ پھر بے ہنگم آواز میں بولا: "رقم۔"

مجھے اُمید تھی کہ وہ مجھ پر جھپٹے گا اور میری جیبوں کی تلاشی
لے گا۔ پھر میرے پاس جتنی بھی رقم ہے، ساری اُڑا کے بھاگ
جائے گا لیکن وہ ساکت و صامت کھڑا رہا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا
جیسے میرے گدّی کے بال کھڑے ہوگئے ہوں۔ انھیں سہلانے کے لیے
میں نے گدّی پر ہاتھ پھیرا۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی، بال حسبِ
معمول اچھی طرح جمے ہوئے تھے۔ میری ہتھیلیوں سے پسینہ چھوٹنے
لگا۔ میں نے خود کو سنبھالنے کے لیے میز کا کنارہ پکڑ لیا۔ وہ باورچی
خانے میں دو قدم اندر آتے ہوئے بولا: "رقم اور صرف رقم۔" میز کے
دوسری طرف کھڑا ہوکے وہ مجھے گھورنے لگا۔ مجھے سخت پریشانی
ہوئی۔ میں اُس کے اچانک آدھمکنے سے اتنا خوف زدہ نہیں تھا
جتنا اُس کے خاموش رہنے اور گھورنے سے۔ بالائی منزل سے
مائیک کے کام کرنے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ مجھے خدشہ تھا کہ
اب وہ ایک یا دو منٹ میں آنے ہی والا ہے۔ میں صرف دس
منٹ قبل جنگل میں شکار کھیلنے کے خوش گوار تصوّر میں کھویا
ہوا تھا لیکن اب میری حالت غیر تھی۔ میں نے ایک دفعہ پھر اُس
وحشی کی آنکھوں میں سفاکی دیکھی اور مجھے اپنی زندگی کا چراغ
ٹمٹماتا نظر آیا۔ وہ دوبارہ غرّایا: "تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟
جلدی کرو۔"

میرا گلا خشک ہوگیا۔ میں نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا لیکن
ایک لفظ بھی نہ کہہ سکا۔ اسی اثنا میں اُس نے اچانک اپنا
ایک ہاتھ آگے بڑھا کے میری کلائی زور سے پکڑ لی۔ میں غیر متوازن

ہوگیا۔ وہ دھیمی آواز میں رازدارانہ انداز سے کہنے لگا: "میں عام طور پر صبر و سکون سے کام کرنے والا آدمی ہوں لیکن مسٹر! اب میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔ بہتر یہ ہوگا کہ تمہارے پاس جتنی بھی رقم ہے فوراً میرے حوالے کردو تاکہ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچائے بغیر یہاں سے چلا جاؤں۔"

میں نے ہاتھ کو جھٹکا دے کے اس کی گرفت سے اپنی کلائی چھڑائی پھر میرے حلق سے ایسی آواز نکلی گویا کہیں بہت دور سے بول رہا ہوں: "دیکھو دوست! میرے پاس بالکل رقم نہیں ہے اور اگر ہوتی بھی تو میں تمہیں ایک سینٹ تک نہ دیتا۔ تم سیدھی طرح یہاں سے چلے جاؤ۔"

اس کی پتلیاں سکڑ گئیں اور ہونٹ گول ہوگئے: "میرا خیال ہے تم ان آدمیوں میں سے ہو جنھیں بہلانا پھسلانا پڑتا ہے۔" اس نے بیسن کی طرف کھسکتے ہوئے اپنی جیب سے چاقو نکال لیا اور اس طرح ہتھیلی پر پھیرنے لگا جیسے دھار تیز کر رہا ہو۔

میرا ذہن تیزی سے حرکت کرنے لگا۔ بچنے کے صرف دو راستے تھے۔ میری پشت پر ایک دروازہ برآمدے کی طرف کھلتا تھا۔ وہاں سے میرے لیے صدر دروازے کی طرف جانے میں کوئی دشواری نہیں تھی۔ باورچی خانے کا دروازہ پوری طرح کھلا ہوا تھا لیکن اگر میں اس کی طرف بڑھتا تو یہ درندہ ایک ہی جست میں مجھے آلیتا۔ نیز میں برآمدے کی طرف جا کے اس ناگہانی بلا کو جانتے بوجھتے مائک کی طرف لے جانے کی نادانی نہیں کرسکتا تھا چنانچہ میں نے اپنے دفاع کے لیے میز اور کرسی استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اجنبی خوں خوار نظروں سے میری اندرونی کشمکش بھانپ رہا تھا۔ اس نے کہا: "شرافت سے رقم دے دو۔ رقم کے سوا میں تمہاری کوئی چیز چھونے کا ارادہ نہیں رکھتا۔" میری قمیض پسینے سے تر بہ تر ہوگئی اور ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر اٹھتی محسوس ہوئی۔ میں بری طرح کانپنے لگا۔ اجنبی نے زہرخند سے کہا: "مسٹر! بدحواس اور خوف زدہ ہو کر کانپنا اچھی بات ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم آسانی سے تسلیم کیے جاسکتے ہو۔ خیر اگر تم کوئی نقصان اٹھانا نہیں چاہتے تو رقم جلدی سے میرے حوالے کر دو۔" وہ چاقو لہراتا میری جانب بڑھا۔

ابھی وہ میز سے ایک دو قدم دور ہوگا کہ میں نے میز اچانک اس کے ٹخنوں کی طرف الٹ دی۔ وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکا۔ اس کے ہاتھ سے چاقو چھوٹ کے گرا اور وہ زمین پر بیٹھ گیا پھر دفعتہ وہ سنبھلا اور اس نے وہی میز میری طرف اچھال دی لیکن میں نے پھرتی سے ایک طرف ہٹ کے کرسی اٹھائی اور پوری قوت سے اس کی طرف پھینکی۔ نشانہ صحیح لگا۔ اس کے باوجود وہ اپنی جگہ بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ عجب سخت جان آدمی تھا۔ اب میں نے برآمدے والے دروازے کی طرف کھسکنا شروع کیا۔ مجھے کسی ایسی چیز کی تلاش تھی جو ہتھیار کے طور پر استعمال کی جاسکے۔ یکایک مجھے اپنے ہاتھ پر بندوق کی سرد نال محسوس ہوئی۔ میں نے دروازے کی طرف نظر دوڑائی۔ مائک دروازے سے چپکا ہوا اندر جھانک رہا تھا۔ میں نے اجنبی کے دوسرے حملے کا انتظار نہیں کیا، فوراً بندوق اپنے ہاتھ میں لی اور اس کی طرف تان دی۔ اجنبی کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی۔ میں نے کہا: "اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو اور یہاں سے فی الفور دفع ہو جاؤ۔"

اجنبی کی حیرت خوف میں تبدیل ہوگئی اور اس کے جبڑے بھنچ گئے: "نکلو یہاں سے۔" میں نے اسے دروازے کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ وہ بے بسی سے الٹے قدموں باہر آگیا۔ میں نے اسے مڑنے کا حکم دیا اور بندوق اس کی کمر سے لگا دی: "دفع ہو جاؤ۔ دگنی رفتار سے۔ میں تین تک گنتا ہوں۔ اگر تم تین کے ہندسے تک باڑھ سے باہر نہ نکلے تو میں گولی چلا دوں گا۔" چور کا دل ہی کتنا ہوتا ہے۔ وہ تیزی سے بھاگ کھڑا ہوا۔

میں نے اپنی پوری زندگی میں کسی شخص کو اس قدر تیز دوڑتے نہیں دیکھا تھا پھر بھی میں نے اسے مزید خوف زدہ کرنے کے لیے دو فائر داغ دیے تاکہ وہ جلد از جلد میری نظروں سے اوجھل ہو جائے اور میں سکون کی سانس لے سکوں۔

میں تھکاماندہ کھڑا تھا۔ مجھے اپنی پشت پر سورج کی خوش گوار حدت محسوس ہوئی۔ قریب ہی کوئل کوک رہی تھی۔ مجھے خیال آیا کہ یہ میری زندگی کا یادگار لمحہ ہے اور مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ میں تھک کر نیچے بیٹھ گیا۔ میری آنکھیں مُند گئیں۔

"بہت خوب ڈیڈی! بہت خوب۔ آپ عظیم ہیں۔ آپ نے اسے مار بھگایا۔" میں نے آنکھیں کھولیں۔ مائک میرے پاس کھڑا تھا۔

اس کے طفلانہ جوش و خروش پر مجھے ہنسی آگئی: "بیٹے! اس کارنامے میں تمہارا بہت بڑا حصہ ہے۔ اگر تم بروقت مجھے بندوق نہ تھماتے تو آج نہ جانے کیا ہو جاتا۔"

مائک ہنستے ہوئے بولا: "آپ کو پروا نہیں ہونی چاہیے تھی ڈیڈی! میں نے اس کمینے پر بندوق سے نشانہ باندھ رکھا تھا لیکن مجھے خبر تھی کہ آپ خود اسے بھگا دیں گے۔"